



اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو!

تالیف

شیخ ابو عبد اللہ المنصور حفظہ اللہ
امیر جیش المجاہدین (عراق)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿وَأَنْفَقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى
التَّهْلُكَةِ ۖ وَأَحْسِنُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾

[سورہ بقرہ: ۱۹۵]

اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو، اور نیکی کرو،
بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

وبعد؛

مشائخ کرام اور اہل ثروت مسلمانوں کے نام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم خود آکر آپ سے مانگیں؟..... آپ سے مال اور مدد طلب کریں؟..... کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے سامنے خود کو گرائیں..... آپ سے مانگیں..... آپ کے سامنے مسکین بنیں..... اور آپ سے بھیک مانگیں؟

تو کوئی بات نہیں..... اللہ رب العزت نے بذاتِ خود یہ سوال کیا ہے..... اور جب تک یہ باعثِ اجر ہے ہم اس سے بڑھ کر سوال کرتے رہیں گے..... رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کی سعادت حاصل کرتے ہوئے..... کہ آپ نے بھی اپنے منبر شریف پر..... اپنے احباب میں..... بازار میں..... غرض ہر جگہ اس کی ترغیب دی ہے..... بلکہ بنفسِ نفیس جہاد کے لیے اموال مانگے ہیں۔

ہاں بخدا!..... ہم آپ سے مانگ رہے ہیں..... اور اپنی مسکنت کا اظہار کر رہے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے مسکین بن کر لوگوں سے مانگنے والے کی کتنی مذمت فرمائی ہے..... لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے مانگنے کی اس قسم کو..... اس آیتِ مبارکہ میں خاص ان مانگنے والوں

کے قصہ کے ضمن میں ذکر کر کے..... کتنا شرف بخشا ہے:

﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَرْنًا إِلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ﴾ [سورہ توبہ: ۹۲]

اور نہ اُن (بے سرو سامان) لوگوں پر الزام ہے..... کہ جو تمہارے پاس آئے کہ ان کو سواری دو..... اور تم نے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں..... کہ جس پر تم کو سوار کروں..... تو وہ لوٹ گئے..... اور اس غم سے کہ ان کے پاس خرچ موجود نہ تھا..... ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

ہم یہ آیت پڑھتے ہیں تو ہمیں اس میں اس قسم کے سوال کی ترغیب..... اور ان معزز لوگوں کی اقتدا کرنے کی دعوت نظر آتی ہے.... بے شک ان کا مانگنا ہی بہترین سوال ہے..... ان کے آنسو بہترین گواہ ہیں..... اور بہترین مانگنے والا وہی ہے جو ان کے لیے ہاتھ پھیلائے۔

جیسے ہم نے اس آیت کو اپنے حالات کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی ہے..... اُسی طرح آپ سے درخواست ہے..... کہ ہمارے حالات کے تناظر میں نہ صحیح..... اگرچہ بخدا! یہ ہم پر بھی صادق آتی ہے..... کم از کم اسے اُس تناظر میں سمجھنے کی کوشش کریں..... جس میں یہ نازل ہوئی..... کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (ﷺ) سے فرمایا:

﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ﴾

اور نہ اُن (بے سرو سامان) لوگوں پر الزام ہے.... کہ جو تمہارے پاس آئے کہ ان کو سواری دو۔

تو گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (ﷺ) کی طرف سے..... اس ارشادِ مبارک کی صورت

میں آپ کا عذر بیان کیا:

﴿قُلْتُ لَا أَجِدُ مَا أَحْبَبْتُكُمْ عَلَيْهِ﴾

اور تم نے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں..... کہ جس پر تم کو سوار کروں۔

یعنی اے نبی! بے شک آپ نے سچ کہا..... لیکن وہ شخص کیا کہے گا کہ جس کے پاس ہمارے لیے سواریاں ہیں..... ہم اس سے سوال کر رہے ہیں..... اس سے مانگ رہے ہیں..... کہ ہمیں اور ہمارے ساتھوں کو سواریاں مہیا کر دو..... لیکن وہ ہمارے لیے سواریوں کا انتظام نہیں کرتا؟

وہ دو تلخ حقیقتوں کے درمیان ہے..... یا تو کہہ دے کہ میرے پاس سواریاں ہیں ہی نہیں..... اس صورت میں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹوں میں شمار ہوگا..... اور یہ آپ لوگوں سے بعید ہے..... یا اُس پر بخل کا غلبہ ہو جائے..... اور وہ ہمیں سواریاں نہ دے..... تو ظاہر ہے اس صورت میں وہ..... پیچھے رہ جانے والوں میں شمار ہوگا۔

پس خوش خبری ہے! اُس شخص کے لیے..... جس نے پاس کچھ نہ پاتے ہوئے بھی رسول اللہ ﷺ کی سچی پیروی کی..... اور خوش خبری ہے! اُس شخص کے لیے بھی..... کہ جس نے مال موجود ہونے کی صورت میں..... اور اہل ثروت لوگوں کو خرچ کی ترغیب دینے میں..... آپ کی پیروی کی..... اور اُن لوگوں کا تو کیا ہی کہنا..... جو اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے تیار ہیں..... لیکن اس بنا پر رورہے ہیں..... کہ انھیں کوئی ایسا سخی نظر نہیں آتا..... جو اللہ کے راستے میں اپنی جانیں لٹانے..... اور شہادت کو گلے لگانے میں ان کی مدد کرے..... اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں..... کہ جن سے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے مال مانگا جاتا ہے..... تو وہ بخل کی چادر اوڑھ لیتے ہیں۔

آپ کے پاس کوئی ایسا شخص آئے..... کہ جو اپنا سر، زندگی اور روح..... اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کا خواہاں ہو..... تو اس پر خرچ کرنے سے بڑھ کر..... منافع بخش سرمایہ کاری کیا ہوگی؟

ہاں..... ہم آپ سے مانگ رہے ہیں..... ہمیں اپنی روحوں کے لیے ایسی سواریاں چاہئیں..... جو انھیں اتنا اوپر لے جائیں کہ رحمن کے عرش تک پہنچا دیں..... جہاں جنت کے درختوں پر اُن سبز پرندوں کے گھونسلے لٹکے ہوئے ہیں..... جو جنت کی نہروں سے سیراب ہوتے..... اس کے پھل کھاتے..... اور رحمن کے عرش کے نیچے لٹکی قندیلوں میں لوٹ آتے ہیں..... اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے بعد آپ کی عنایت سے ہی ممکن ہے۔

ہمیں اپنے اُن احباب کے لیے سواریاں درکار ہیں..... جو قطاریں لگائے منتظر کھڑے ہیں..... اور چیخ چیخ کر مجھ سے کہہ رہے ہیں..... ہمیں سواریاں دو..... ہمیں سواریاں دو..... ہمیں سواریاں دو..... اور میں ہر دفعہ یہی کہتا ہوں..... کہ میرے پاس تمہیں سوار کرنے کے لیے سواریاں نہیں..... پس یہ سن کر غم کے مارے آنسو اُن کے رخساروں پر بہہ پڑتے ہیں..... میں اکیلا کھڑا اپنے دائیں بائیں دیکھتا ہوں..... اور خود سے کہتا ہوں..... کہاں ہیں عثمان غنی رضی اللہ عنہ جو انھیں سواریاں دیں؟..... کہاں ہیں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ؟..... کہاں ہیں اُن کے جانشین؟..... کہاں ہیں ان کے اس رونے کو دیکھ کر رو پڑنے والے؟..... کہاں ہوگی ان کے اس آہ و فغاں کی شنوائی؟..... کہاں ہے وہ جو ہمیں قرضہ دے دے؟..... کہاں ہے وہ جو ان کی خاطر اللہ تعالیٰ کو قرضہ دے دے؟

اے اللہ کے بندو!..... تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے؟

ہاں بخدا!..... ہم آپ سے مانگ رہے ہیں..... بلکہ آپ کو پکار رہے ہیں..... اس کلمہ کے تمام دینی تقاضوں کے ساتھ..... آپ سے نصرت مانگ رہے ہیں..... ہاں صرف اتنا ہے کہ ہم مجبور ہیں کہ آپ کے پاس چل کر نہیں آسکتے..... کیوں کہ ہمارے اور آپ کے حق میں اس کا نقصان بالکل عیاں ہے..... اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے اس مشروط حکم کے باعث..... آپ پر ہماری نصرت کرنا فرض ہے:

﴿وَإِنْ اسْتَنْصَرُواكُمُ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ﴾ [سورۃ انفال: ۷۲]

اور اگر وہ تم سے دین (کے معاملہ) میں مدد طلب کریں..... تو تم کو مدد کرنی لازمی ہے۔

اے اللہ! گواہ رہنا..... یہ آپ کے دوستوں کی لاغر سواریاں ہیں..... کتنے ان میں سے بے کار بیٹھے..... انصار و مددگار کے منتظر ہیں..... لیکن انھیں کس قسم کی امداد نہیں پہنچ رہی۔

اے اللہ! یہ آپ کا لشکر ہیں..... یہ دینی غیرت، حمیت، جوش اور حسرت کے باعث رو رہے ہیں..... کہ آج کس طرح سے اس دین کو ذبح کیا جا رہا ہے اور یہ مزے سے بیٹھے ہیں..... حالاں کہ یہ دشمن کو آسانی سے قتل کر سکتے ہیں..... لیکن انھیں کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی۔

اے اللہ! گواہ رہنا..... کہ جہاد کے شعلے آہستہ آہستہ بجھتے جا رہے ہیں..... آپ کے لشکر کا دبدبہ آہستہ آہستہ کم ہوتا جا رہا ہے..... شیطانی لشکر آہستہ آہستہ زور پکڑتے جا رہے ہیں..... اے اللہ! آپ دیکھ رہے ہیں..... کہ ہمارے سینوں میں آگ لگی ہے مگر ہم کچھ نہیں کر سکتے..... اے اللہ!..... اے وہ ذات کہ جس سے کچھ پوشیدہ نہیں!..... ہمارے اُن بھائیوں کو معاف فرما..... جو ہم پر خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں..... ہم پر خرچ کرنے سے ڈرتے ہیں..... حتیٰ کہ دوسروں کو ہم پر خرچ کرنے کی ترغیب دینے سے بھی خوف کھاتے ہیں..... اور اُن لوگوں

پر خرچ کرنے کے بجائے..... جو تیری رضا کی خاطر اپنی جانوں کا سودا کرتے ہوئے..... ان سے اموال کا سوال کرتے ہیں..... ایسے مستحقین فقر و مساکین کو دے کر فخر محسوس کرتے ہیں..... جو محض اپنے لیے زندہ رہنا چاہتے ہیں۔

آج ان حالات نے ہمیں انفاق فی سبیل اللہ کی..... جہاد فی سبیل اللہ پر تقدیم کی خدائی حکمت سمجھا دی ہے..... آج ہمیں انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت یوں معلوم ہوتی ہے..... جیسے بجھتی آگ کے لیے ایندھن کی ضرورت..... آج مجاہدین کی کیفیت اُس ٹھنی کی طرح ہے..... جس کے اپنوں نے اُس کا پانی بند کر رکھا ہو..... وہ شدتِ پیاس سے مرجھائے جا رہی ہو..... اور اس کے اپنے جانتے بوجھتے قصداً اس کو کاٹ رہے ہوں..... اگرچہ کلہاڑی براہِ راست ان کے ہاتھوں میں دکھائی نہیں دیتی۔

ہمیں کیا ہو گیا کہ جب یوں کہا جاتا ہے کہ جہاد فرضِ عین ہے..... تو ہمارا ذہن فوراً صرف اسی بات کی طرف کیوں منتقل ہو جاتا ہے..... کہ اس سے مراد جانِ ہتھیلی پر رکھ کر جہاد میں نکلنا ہی ہے؟..... ہمیں یہ کیوں نہیں سمجھ آتا کہ جہاد کا فرضِ عین ہونا..... جان و مال دونوں طرح کے جہاد کو شامل ہے؟..... کتنی عجیب بات ہے..... کہ اپنے رب سے عہد کرنے والے جسم..... آج اپنے اس عہد کو پورا کرنے کے لیے قطاریں بنائے..... خفیہ ٹھکانوں، خندقوں اور کمین گاہوں میں..... بے سرو سامان امداد کے منتظر کھڑے ہیں!

بے شک آپ لوگ..... ہمارے وہ مشائخ و معززین جن سے اس وقت ہم مخاطب ہیں..... اچھی طرح جانتے ہیں..... کہ ہم شریعت کی حدود کو پامال کرنے والوں میں سے نہیں ہیں..... نہ ہی ان لوگوں میں سے ہیں..... جو بے سبب خونِ مسلم کا بہانا جائز سمجھتے ہیں..... جہاد کے اس عہد کے طویل اور مشکل سے مشکل تر ہونے کے باوجود..... ہر فرد اس بات کا گواہ ہے.....

کہ ہمارے ہاتھ اس گھناؤنے جرم سے پاک ہیں..... آپ یہ بھی جانتے ہیں..... کہ نہ تو ہم نے کبھی کافروں کے ساتھ یاری لگائی ہے..... اور نہ ہی منافق صحوات^(۱) کے ساتھ..... اللہ ربُّ العالمین کا لاکھ لاکھ شکر ہے..... کہ ہم نے کبھی بھی کافروں اور ان کے غلاموں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا کر..... اپنے ہاتھوں کو ناپاک نہیں کیا..... ہاں ان کو ڈبونے کے لیے ہمارے ہاتھ ضرور ان کی طرف بڑھے ہیں۔

ہم مانگ رہے ہیں..... ہاں بخدا!..... ہم آپ سے مانگ رہے ہیں..... اللہ گواہ ہے..... کہ ہمارے دل اس اُمت کی محبت سے لبریز ہیں..... اس کے ہر فرد کے لیے فکر مند ہیں..... کیا اس اُمت کے حق میں اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ صادق نہیں آتا..... جس میں اس نے عذاب کے انتظار..... یا افرادِ قوم کی تبدیلی کا وعدہ کیا ہے؟..... جب عام مسلمانوں کے لیے ہمارے یہ جذبات ہیں..... تو اُمت کے اہل علم اور اہل خیر و معاونین کے لیے کیا جذبات ہوں گے؟..... کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِينٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنْ آلِهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ ﴿۲۴﴾

[سورہ توبہ: ۲۴]

(۱) امریکہ کے عراق سے انخلا کے بعد امریکی ایما اور وسائل پر معرض وجود میں آنے والی ایک تنظیم جو عام زر خرید عراقیوں کی مختلف ٹولیوں پر مشتمل ہے، اور ان کا کام مجاہدین کی جاسوسی و منجری کرنا اور انھیں شہید کرنا ہے۔ (از مترجم)

کہہ دو..... کہ اگر تمہارے باپ..... اور بیٹے..... اور بھائی..... اور بیویاں..... اور خاندان والے..... اور مال جو تم کماتے ہو..... اور تجارت جس میں مندی سے ڈرتے ہو..... اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو..... اللہ..... اور اس کے رسول..... اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے..... تمہیں زیادہ عزیز ہیں..... تو منتظر رہو..... یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم یعنی عذاب بھیجے..... اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

میں یہاں ایک بار پھر اپنی بات دہراتا ہوں..... آپ اس آیت کو ایک بار پھر پڑھیں..... اور غور کریں..... کہ جب تجارت میں خسارے کا خوف..... جان سے جہاد کرنے..... اور بالکلیہ جہاد کو چھوڑنے کے لیے عذر نہیں بن سکتا..... تو نفس تجارت..... اور مالی امور میں مشغولی اور مال کو بڑھانے کی کوشش..... کیسے اللہ کے راستے جہاد میں خرچ نہ کرنے کا عذر کہلا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی جان سے جہاد کرنے کے لیے..... مال خرچ کرنے کا حکم دیا ہے..... تو ایسے میں اپنے جسم و جان دونوں کو بچا کر صرف مال خرچ کرنا..... آپ کے نزدیک کیسا ہے؟ ہم اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر..... آپ کے عذر کو قبول کرتے ہوئے کہتے ہیں..... کہ آپ اسی طرح اپنے اموال اور اہل خانہ میں مشغول رہیں..... لیکن ہمیں اتنا مال ضرور مہیا کر دیں..... کہ جس کے ذریعہ ہم آپ سے آپ کا یہ دینی فریضہ ساقط کر سکیں..... اللہ کے دشمنوں کو تباہ و برباد کر سکیں..... اور آپ اللہ کے حکم سے..... اس کا ثمرہ اپنی جانوں، دین اور وطن کی سلامتی..... اور اپنی آنے والی نسلوں کے لیے..... امن و استحکام کی صورت میں حاصل کر سکیں..... اور اگر آپ کے ان اموال کا آپ کو کوئی دنیاوی فائدہ نہ بھی ملا..... تو یہ تو سوچیں..... کہ ایک شہید کی جان اللہ کے نزدیک..... اس پوری دنیا سے بڑھ کر ہے۔

تو اگر تجارت میں خسارہ کا اندیشہ جہاد میں نہ جانے کا عذر نہیں بن سکتا..... تو تجارت میں نفع اور بڑھوتری کیسے عذر کہلا سکتی ہے؟

بے شک اپنے مال پر حریص اور اسے جہاد سے بچا رکھنے والا..... اُس شخص کی طرح ہے..... جو مال کی حفاظت کو دین کی حفاظت پر مقدم رکھنے والا ہو۔

آپ سے صرف اتنی گزارش ہے..... کہ جہاد میں خوب خوب خرچ کریں..... کیوں کہ استطاعت کے باوجود ایک بار بھی جہاد میں خرچ کرنے سے معذرت کرنا..... اگرچہ اس سے قبل آپ نے کئی بار جہاد میں خرچ کیا ہو..... ایسا ہی ہے..... گویا بندہ استطاعت کے باوجود ایک بار جہاد میں جانے سے معذرت کر لے..... اگرچہ اس سے پہلے کئی بار جہاد میں شرکت کر چکا ہو۔

میرے بھائیو!..... اگر ہمارے یہ احباب قرآن کریم کو اُن لوگوں کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کریں..... کہ جن کے بارے میں یہ اُس وقت نازل ہوا تھا..... تو یہ خود کو اُن لوگوں کی جگہ کھڑا پائیں گے..... کہ جنہیں اُس وقت اللہ تعالیٰ مخاطب کر کے اپنے راستے میں خرچ کرنے کا فرما رہے تھے..... اور وہ بخل کا مظاہرہ کر رہے تھے..... خوف کھا رہے تھے..... اور بہانے تراشنے کا سوچ رہے تھے..... لیکن جب انھوں نے اپنے معاملہ میں انصاف سے کام لیا..... تو انھیں خود پر یہی وصف صادق آتا نظر آیا..... کہ وہ ”پیچھے رہ جانے والے“ کہلائیں گے..... اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس سے بچائے..... کیوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللَّهِ وَكَرِهُوا أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ﴾ (سورۃ توبہ: ۸۱)

رسول اللہ (ﷺ) کے (غزوہ تبوک میں) تشریف لے جانے کے بعد..... پیچھے رہ جانے والے

اپنے بیٹھ رہنے پر خوش ہوئے..... اور اس بات کو ناپسند کیا..... کہ اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کریں..... اور دوسروں سے بھی کہنے لگے..... گرمی میں مت نکلو..... ان سے کہہ دو..... دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے..... کاش! یہ اس بات کو سمجھ سکتے۔

پس جہاد سے یوں پیچھے رہ جانا جس طرح جان سے ہوتا ہے..... اسی طرح مال سے بھی ہوتا ہے..... اور جس طرح یہ صفت ”پیچھے رہ جانے والے“ اُن پر صادق آئی تھی..... بالکل اسی طرح ان پر بھی صادق آتی ہے..... کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ﴾ ﴿٨٧﴾ لَكِنَّ الرُّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٨٨﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٨٩﴾ [سورۃ توبہ: ۸۷-۸۹]

وہ اس بات پر خوش ہیں..... کہ عورتوں کے ساتھ جو پیچھے رہ جاتی ہیں..... گھر میں بیٹھ رہیں..... ان کے دلوں پر مہر لگادی گئی ہے..... سو یہ سمجھتے ہی نہیں..... لیکن پیغمبر اور جو لوگ اُن کے ساتھ ایمان لائے..... سب اپنے جان و مال سے لڑتے ہیں..... انھی لوگوں کے لیے بھلائیاں ہیں..... اور یہی نجات پانے والے ہیں..... اللہ نے ان کے لیے بانگات تیار کر رکھے ہیں..... جن کے نیچے نہر ہیں بہہ رہی ہیں..... ہمیشہ ان میں رہیں گے..... یہی بڑی کامیابی ہے۔

اسی لیے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے سچے اصحاب نے..... دونوں قسم کے جہاد کو جمع فرمایا:

﴿وَجَهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ [سورۃ انفال: ۷۲]

اور اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال سے لڑے۔

تو کیا ہماری لیے جائز ہے..... کہ ہم یہ وصف: ”عورتوں کے ساتھ پیچھے رہ جانے والے“..... صرف اُن لوگوں کے ساتھ خاص کر دیں..... کہ جو اپنی جان کے ساتھ جہاد نہیں کرتے؟..... حالاں کہ آج ہمیں ایسے افراد کی کوئی خاص ضرورت نہیں..... اور وہ لوگ اس باعثِ عار و صف سے محفوظ رہیں..... جو اپنے مال سے جہاد نہیں کرتے..... یا تھوڑا بہت دے کر جان چھڑا لیتے ہیں..... حالاں کہ مال اس وقت ہماری اولین ضرورت ہے؟..... بخدا!..... ہمیں لوگوں پر یہ اوصاف چسپاں کرنے کا کوئی شوق نہیں..... ہم تو آپ کو صرف اس بات سے ڈرا رہے ہیں..... کہ آپ کہیں ان اوصاف کا مصداق نہ ٹھہر جائیں..... کون ایمان والا ایسا ہوگا..... جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے جہاد کی دونوں قسموں کو ایمان کے ساتھ بیان کر دینے..... اور عذر بیان کر کے بیٹھ رہنے کی اجازت مانگنے کی تردید فرمانے کے بعد..... خود کو معذور گردانے؟..... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ﴾ ۱۱ ﴿إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ﴾ ۱۲ ﴿[سورۃ توبہ: ۴۴، ۴۵]

جو لوگ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں..... وہ تم سے اجازت نہیں مانگتے کہ پیچھے رہ جائیں..... بلکہ چاہتے ہیں کہ اپنے جان و مال سے جہاد کریں..... اور اللہ پر ہیزگاروں سے واقف ہے..... اجازت وہی لوگ مانگتے ہیں..... جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے ہیں..... اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں..... سو وہ اپنے شک میں ڈانواں ڈول ہو رہے ہیں۔

اس آیت میں جہاد کی دونوں قسموں کو حرفِ عطف ”واو“ کے ساتھ باہم جمع کیا ہے..... اور ایمان کو ان دونوں کے ساتھ معلق کیا گیا ہے..... اس لیے مجھے جہاد چھوڑنے والوں کے حق میں..... اس سے زیادہ خطرناک آیت کوئی نظر نہیں آتی۔

یہاں یہ سوال جنم لیتا ہے..... کہ آیت:

﴿فَتَدَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ﴾ [سورۃ توبہ: ۲۴]

تو ٹھہرے رہو..... یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم یعنی عذاب بھیجے۔

میں بیان کردہ کٹھن انتظار اور خطرناک ڈراوا..... جو کہ ایک آنے والی ہولناکی کی خبر دیتا

ہے..... کب تک جاری رہے گا؟

تو اے ہمارے بھائیو!..... خدارا!..... ہلاک شدہ قوموں کی طرح..... اللہ تعالیٰ کے اس

وعدہ کو حقیر نہ سمجھو..... کیوں کہ وہ بھی اسی بد حالی پر تھے..... کہ ان پر اللہ کا حکم آپہنچا:

﴿تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ۖ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ﴾ ﴿٦٥﴾

[سورۃ ہود: ۶۵]

اپنے گھروں میں تین دن اور مزے اڑالو..... یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا۔

اے اللہ!..... ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو جو آپ نے مقدّر فرمادیا ہے..... اُس کے شر سے

محفوظ رکھ۔

میرے محترم بھائیو!..... خدارا! خود کو بچاؤ..... اپنے پُر تعیش حالات کی بجائے.....

شعلوں کی نظر ہوتے ہمارے اس تناظر میں..... قرآن کریم کو ایک بار پھر سمجھنے کی کوشش

کرو..... ان آیات کو دوبارہ پڑھو..... تمہیں خود پر ترس آئے گا..... کہ تم نے ہمیں کیوں

بھلادیا..... اور دورِ گزشتہ میں کیوں ہماری امداد سے رُو گردانی کی..... تم میں سے کل کوئی اپنی

اس تقصیر پر ضرور کہے گا..... کہ اے اللہ!..... مرنے سے پہلے مجھے اتنی مہلت ضرور دے دے..... کہ میں اپنی اس تقصیرِ عظیم کا مداوا کر سکوں..... اور کوئی یوں کہے گا..... کہ ہائے! میری غفلت کی گھڑی سے اس گھڑی تک..... دشمن کتنا زور پکڑ گیا!..... اُن نوجوانوں میں سے کتنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے..... جو ہمارے پاس آئے تھے..... اور انتظار کرتے رہے کہ ہم انھیں سواریاں مہیا کریں گے..... لیکن ہم نے صرف وعدوں پہ وعدے ہی کیے..... اور جب وہ مایوس ہو گئے تو واپس دنیا کی طرف لوٹ گئے..... اور ایسے لوگوں کے ہتھے چڑھ گئے..... جو اسے ان کے قدموں پہ نچھاور کر رہے ہیں..... پس وہ اسی کھانے پینے اور نعمتوں کی برسات میں منہمک ہو کر رہ گئے..... دنیا کمانا اپنا مقصدِ حیات بنالیا..... اسی کے دھاگے میں پڑ گئے..... اور اسے اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں فروخت کر دینے کے بعد..... اسی کے قدموں تلے بچھ گئے..... ان کی اس گمراہی کی ذمہ داری کون قبول کرے گا؟..... بلکہ اُن آنے والے نوجوانوں کی ذمہ داری کس کے سر ہوگی..... جو آئیں گے تو اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کو فروخت کرنے..... لیکن ان حالات کے سبب گمراہی یا نفاق کا شکار ہو جائیں گے؟

معزز بزرگو!..... جو جتنا مناسب سمجھے اس ڈراوے کو سنجیدگی سے لے..... لیکن جس کے ذمہ سرحدوں کی نگرانی ہے..... اور وہ سرحد پر ایسی نقل و حرکت محسوس کرتا ہے..... جسے سرحد سے دور اس کے بھائی نہیں دیکھ پا رہے..... تو اُس پر لازم ہے کہ انھیں متنبہ کرے..... خدا کی قسم!..... میں اپنے ان بھائیوں کے لیے بانگِ دہل ڈرانے والا ہوں..... اگر میرے اپنے میری تصدیق نہ کریں گے..... تو پھر کس خیر کی اُمید کی جاسکتی ہے؟

آپ کے خیال میں ہمارے ساتھ اس بے رُخی کا سبب کیا ہے؟..... کیا مال کی محبت؟.....

یا شیطان کے اس ڈراوے کی تصدیق؟

﴿الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ﴾

شیطان تمہیں تنگ دستی کا خوف دلاتا ہے۔

﴿إِنَّمَا ذِكْرُ الشَّيْطَانِ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ﴾

یہ خوف دلانے والا تو شیطان ہے..... جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔

لیکن جو کچھ ہونے والا ہے..... وہ سب جسے آپ کی آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا ہوگا..... وہ ہمارے ہاں پھیلتا وہ کفر و ارتداد ہے..... جو آپ کی طرف بڑھ رہا ہے..... وہ استبداد و قبضہ ہے..... جو یقیناً آپ کو اپنی لپیٹ میں لینے والا ہے..... اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی ہر شر سے حفاظت فرمائے۔

شریعت کے عمومی نصرت کے وعدوں پر خوش نہ ہوں..... یہ نصرتیں انہیں لوگوں کے ساتھ مخصوص ہیں جو اس کے اہل ہیں..... اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کے لیے کون سا وقت متعین ہے؟..... اور کسے معلوم..... کہ اُمت اسی بے رُخی کے باعث اس وقت اُن حالات سے گزر رہی ہو..... جن کا اس سے قبل کسی نے تصوّر بھی نہ کیا تھا؟

اور یہ سب کچھ محض اس بے رُخی..... اور مجاہدیں پر تنگی کے لیے مال میں بخل دکھانے کے باعث ہے۔

ہم آپ سے مانگ رہے ہیں..... ہاں، خدا کی قسم!..... ہم آپ کے دروازہ پر مسکین بنے کھڑے ہیں..... اور آپ سے بھیک مانگ رہے ہیں..... محض اللہ کے دین کی نصرت کے لیے..... اور آپ کے متعلق فکر مند ہوتے ہوئے..... کیوں کہ ہمیں ڈر ہے..... کہ کہیں آپ پر اُن لوگوں جسے حالات نہ آجائیں..... کہ جن کے بزرگوں اور بھائیوں کے لاشے ایک ساتھ

پڑے ہیں..... یا ان میں سے ایک کٹ کر گر رہا ہے اور دوسرا اسے دیکھ رہا ہے..... ہمیں آپ پر رونا آ رہا ہے..... بلکہ ہم اپنے جلتے سینوں میں..... جو قریب ہے کہ آپ کے غم میں پھٹ پڑیں..... چیخ چیخ کر رو رہے ہیں۔

آپ کے لیے اس طرح فکر مند ہیں..... جیسے اُس شخص کے لیے فکر مند ہوا جاتا ہے..... جس نے اپنے بزرگوں اور بھائیوں کو..... اس حال میں چھوڑ دیا ہو..... کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگ ایسا کرتے..... تو ان کے حق میں کوئی ڈرانے والی آیت نازل ہو جاتی..... بلکہ واقعاً نازل بھی ہوئی۔

وہ لوگ اگر ایسا رویہ روا رکھتے..... تو یقیناً اس زمین پر رسول اللہ ﷺ کو ناراض کرتے..... اور آسمان میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہوتے۔

ایک بار پھر قرآن کریم پڑھیں!..... ایسے کہ گویا آپ ہمارے ساتھ ہیں..... ہمارے نہیں..... اللہ تعالیٰ کے اس قول کی روشنی میں..... ہماری اس دعوتِ انفاق کو پڑھیں:

﴿هَآئِنَّمْ هَؤُلَاءِ تَدْعُونَ لِنُفِيقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخُلُ ۚ وَمَنْ يَبْخُلْ فَإِنَّمَا يَبْخُلْ عَنِ نَفْسِهِ ۗ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبَدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ﴾

[سورۃ محمد: ۳۸]

دیکھو..... تم وہ لوگ ہو کہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے بلائے جاتے ہو..... تو تم میں سے ایسے شخص بھی ہیں جو بخل کرنے لگتے ہیں..... اور جو بخل کرتا ہے اپنے آپ سے بخل کرتا ہے..... اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج..... اور اگر تم پھر جاؤ گے..... تو وہ تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے گا..... پھر وہ تمہاری طرح کے نہیں ہوں گے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پاک پڑھیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُونَ
أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٥﴾
يَوْمَ يُخْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فُتْكُوىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ
وظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ
تَكْنِزُونَ ﴿٣٦﴾﴾ [سورۃ توبہ: ۳۴، ۳۵]

اے ایمان والو!..... اہل کتاب کے بہت سے عالم اور مشائخ..... لوگوں کا مال ناحق کھاتے
ہیں..... اور ان کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں..... اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں..... اور
اس کو اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے..... انھیں اُس دن کے دردناک عذاب کی خبر
سنادو..... جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں خوب گرم کیا جائے گا..... پھر اس سے ان (بخیلوں)
کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی..... اور کہا جائے گا..... یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے
جمع کیا تھا..... سو جو تم جمع کرتے تھے..... اب اس کا مزہ چکھو۔

یاد رکھیں!..... ”فی سبیل اللہ“ کی اصطلاح کے بارے میں صحیح قول یہی ہے..... کہ اس
سے مراد ”جہاد“ ہے..... اس لیے یہاں مسئلہ زکوٰۃ کے علاوہ مال کے خرچ کا بیان ہو رہا ہے.....
کیوں کہ شریعت میں اس بات کی گنجائش نہیں..... کہ کسی ایسے شخص کے لیے یہ جائز ہو جو اپنے
مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہو..... کہ وہ ضرورت کہ باوجود جہاد میں خرچ نہ کرے۔

ہمارے بزرگوں اور عزیزو!..... یاد رکھیں!..... بعض لوگ اس باعثِ خوف و عید سے
جو تمام اُمت کے حق میں ہے..... خود کو مستثنا سمجھتے ہیں اور چین سے زندگی بسر کرتے ہیں.....

حالاں کہ رسول اللہ ﷺ کا حال اس سے یکسر مختلف تھا..... ایک روایت میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے..... اس وقت اُن کے پاس کھجوروں کا ایک ڈھیر تھا..... آپ ﷺ نے فرمایا..... ”اے بلال! یہ کیا ہے؟“..... آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا..... (یا رسول اللہ!) آپ کے مہمانوں کے لیے اُٹھا رکھا ہے..... آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا..... ”کیا تمہیں اس بات سے ڈر نہیں لگتا..... کہ دوزخ کی آگ میں (اس کے عوض) تمہارے لیے دھواں ہو؟..... اے بلال! اسے خرچ کر دو..... اور عرش والے سے کمی کا اندیشہ نہ کرو۔“ (۱)

نبی کریم ﷺ محض اُن تھوڑی کھجوروں کو اُٹھا رکھنے پر ڈر رہے ہیں..... جو آپ کے ”مہمانوں“ کے لیے رکھی گئی تھیں..... اور آج کتنے لوگوں کے پاس سونے چاندی کے ڈھیر کے ڈھیر ہیں..... اور وہ اُس دن کے دوزخی نوشتوں سے نہیں ڈرتے..... کہ جس کا دورانیہ پچاس ہزار سال کے برابر ہے!..... ان ڈھیروں کو انھوں نے اپنے اہل خانہ کی تنگ دستی..... یا اپنی جاہ کے زوال کے اندیشہ سے اُٹھا رکھا ہے..... اور وہ اسے چند کھجوریں خرچ کرنے سے بھی مانع ہیں..... حالاں کہ وہ دولت کے ڈھیر کے ڈھیر ہیں۔

کیا یہ کتاب اللہ کا بیان نہیں؟..... رسول اللہ ﷺ کا ذکرِ مبارک نہیں؟..... اور کیا یہ لوگ اللہ کے دشمن نہیں؟

(۱) قال المنذري: رواه البزار بإسناد حسن والطبراني في «الكبير». وقال الألباني:

صحيح لغيره. صحيح الترغيب والترهيب، حديث رقم (۹۲۱).

کیا آپ سب لوگ یہ نہیں جانتے..... کہ ہم اللہ کا شکر ہیں..... اور وہ شیطان کی فوج؟.....
تو سمجھنے لے لیے اور کیا باقی رہ گیا؟

کیا اس کے بعد بھی کسی تقابل کی ضرورت ہے؟

جن اعمال پہ چاہے فخر کرتے رہیں..... لیکن جان لیں!..... کہ آج اسلام کا کوئی
پُرسانِ حال نہیں..... جان لیں!..... جہاد کے لیے کوئی رونے والا نہیں۔

میرے بزرگ اور بھائی یہ جان لیں..... کہ اُن کے اور اس شدید وعید کے درمیان صرف
اتنی وقفہ ہے..... کہ بس ان کی روح جسم سے جدا ہو جائے..... تو وہ اپنے سامنے اللہ اور اس کے
رسول (ﷺ) کی اس وعید کو پالیں گے..... اور اُن کو اس وعدہ کا پکا یقین ہو جائے گا..... اور وہ
اُس وقت اِس آیت کا معنی جان جائیں گے:

﴿يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا
بِالْحَقِّ فَهَلْ لَنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلْ غَيْرَ الَّذِي
كُنَّا نَعْمَلُ ۖ قَدْ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٥٣﴾﴾

[سورۃ اعراف: ۵۳]

جس دن اس کا مضمون ظاہر ہو جائے گا..... تو جب لوگ اس کو پہلے سے بھولے ہوئے ہوں
گے..... وہ بول اُٹھیں گے..... کہ بے شک ہمارے پروردگار کے رسول حق لے کر آئے
تھے..... بھلا آج ہمارے کوئی سفارشی ہیں..... کہ ہماری سفارش کریں..... یا ہم دنیا میں پھر لوٹا
دیے جائیں..... کہ جو عمل بد ہم پہلے کرتے تھے..... وہ نہ کریں..... بلکہ ان کے سوا دوسرے
عمل کریں..... بے شک ان لوگوں نے اپنا نقصان کیا..... اور جو کچھ یہِ افترا کیا کرتے تھے.....

ان سے سب جاتا رہا۔

اس دن انسان ہمیں خوب یاد کرے گا..... کیا اس کے لیے یہ کافی نہ تھا..... کہ وہ اپنے ترکہ اور ورثہ کی طرف دیکھتا..... اور اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا؟..... یا یوں کہتا..... کہ اے اللہ! مجھے نواز؟

کیا یہ اس کے لیے کافی ہے..... کہ وہ نہ تو ہماری مدد کرے..... نہ کسی کو ہماری مدد پر ابھارے؟..... حالاں کہ وہ جانتا ہے..... کہ ہر طرح کی ضروریات اس وقت ہمیں لاحق ہیں..... ہر طرح کے سامانِ زندگی کی..... اس دنیا کے باقی انسانوں سے بڑھ کر اس وقت ہمیں ضرورت ہے؟

ہمارے ان حالات کے تناظر میں قرآنِ کریم کو پڑھیں..... اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں غور کریں:

﴿كَلَّا بَلْ لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ﴿١٧﴾ وَلَا تَحْضُونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمُسْكِينِ ﴿١٨﴾
وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّئِيًّا ﴿١٩﴾ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَنًّا ﴿٢٠﴾ كَلَّا إِذَا
دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ وَجِئَاءَ
يَوْمٍ مَّيِّدٍ بِجَهَنَّمَ ۚ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ ﴿٢٣﴾ يَقُولُ
يَلَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَلَا
يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ
رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾﴾

[سورہ فجر: ۱۷-۳۰]

یوں نہیں بلکہ تم یتیم کی خاطر نہیں کرتے..... اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو..... اور میراث کے مال کو سمیٹ کر کھا جاتے ہو..... اور مال کو بہت ہی عزیز رکھتے ہو..... یوں نہیں

جب زمین کوٹ کوٹ کر برابر کر دی جائے گی..... اور تمہارا پروردگار جلوہ فرما ہو گا..... اور فرشتے قطار در قطار آجائیں گے..... اور دوزخ اس دن سامنے لائی جائے گی..... تو انسان اس دن سوچے گا..... مگر اب سوچنے سے اسے فائدہ کہاں مل سکے گا؟..... کہے گا: کاش! میں نے اپنی اس زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا..... تو نہ اس دن کوئی اللہ کے عذاب کی طرح عذاب دے گا..... اور نہ کوئی اس کے جکڑنے کی طرح جکڑے گا..... اے مطمئن جان!..... اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل..... تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی..... سو تو میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا..... اور میری بہشت میں داخل ہو جا۔

ہم مانگ رہے ہیں..... ہاں بخدا!..... ہم آپ کے سامنے خود کو گرا رہے ہیں..... آپ کے گھر کی چوکھٹ پر اپنی مسکنت کا اظہار کر رہے ہیں..... کیوں کہ شریعتِ محمدیہ کی چوکھٹ..... مجوسیت پرست رافضیوں اور رافضیت پرست مجوسیوں کے پاؤں تلے رُند کر..... چکنا چور ہو چکی ہے..... اُن کی دہلیزیں سنت کے قلعوں کی دہلیزوں سے بلند ہو چکی ہیں..... بلکہ انھوں نے ان قلعوں میں شگاف ڈال دیے ہیں..... اور اے ہمارے بھائیو!..... آپ لوگ میدان سے باہر اور محض زبان سے..... ان کا مقابلہ کر کے جان چھڑانے کی کوشش کر رہے ہو!..... ہاں بے شک..... ذرائعِ نشر و اشاعت میں..... کتب و رسائل میں..... انفرادی اجتماعی دعوت میں..... دلائل کے ذریعہ ان کا مقابلہ کرنا جہاد ہے..... اور بے شک یہ سب سے زیادہ مؤثر ہیں..... اللہ تعالیٰ ان سرحدوں کے نگہبانوں کا بھلا فرمائے!..... لیکن ہم اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھائیں..... کہ کفارِ ارضِ اسلام اور اس کے قلعہ کو باقاعدہ لوٹ رہے ہیں؟..... آج وہ اس سرزمین سے اس بات کا انتقام لے رہے ہیں..... کہ اس سرزمین نے ان تک اسلام کو راستہ دیا تھا..... اور اسی راستہ اور اس کے باسیوں کے ہاتھوں ان کا قبلہ منہدم ہوا..... ان کے قلعے مسمار

ہوئے..... ان کا کسریٰ فرار ہو گیا..... اور ان کے اموال بطورِ غنیمت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے قدموں میں لا کر ڈال دیے گئے۔

ہم کیا کہیں..... جب کہ یہ لوگ اس سرزمین کے مستقبل کو..... بلکہ آپ کے مستقبل کو..... آیات اور ربیوں^(۱) کے متفقہ مستقبل کے ساتھ جوڑتے ہوئے..... اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے درپہ ہیں؟

اے ہمارے بھائیو!..... اللہ تعالیٰ کے بعد..... اگر کوئی چیز ایسی ہے جو تمہیں اس صلیبی یلغار سے بچا سکے..... تو اسے تھام لو!..... اگر کوئی چیز ایسی ہے جو تمہیں اُس مجوسی اگ سے بچا سکے..... جو دھکتے شعلوں اور اپنی لپیٹوں کے ساتھ تمہاری طرف بڑھ رہی ہے..... تو اسے تھام لو!..... اس فرض سے بڑھ کر اور کون سا فریضہ ہوگا؟

قرآن کریم کو ایک بار پھر پڑھیں..... بخدا!..... ہم آپ سے زیادہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں غور کرنے کا مستحق نہیں پاتے:

﴿وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ۚ

وَأَحْسِنُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ [سورۃ بقرہ: ۱۹۵]

اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو، اور نیکی کرو، بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(۱) یہاں آیات سے مراد شیعہ پیشوا ہیں، یہ استعارہ ہے آیت اللہ خامنہ ای وغیرہ سے۔ اور ربی یہود کے دینی

پیشوا۔ مطلب شیعیت و یہودیت آج متفقہ طور پر عراق کے اسلامی تشخص کو ختم کر کے اسے آپس میں

تقسیم کرنے کی منصوبہ بندی کر چکی ہیں۔ (از مترجم)

امام قرطبی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

حذیفہ بن یمان، ابن عباس، عطاء، عکرمہ، مجاہد اور اکثر حضرات رضی اللہ عنہم یہ فرماتے ہیں..... کہ ”اپنے ہاتوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو“ کا مطلب ہے..... کہ کہیں تم جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنا چھوڑ دو..... اور ”عیلہ“ یعنی تنگ دستی کا اندیشہ کرنے لگو..... پس آدمی کہنے لگے: میرے پاس کچھ ہے ہی نہیں جسے میں خرچ کروں..... امام بخاری نے بھی یہی تفسیر اختیار کی ہے..... کیوں کہ آپ نے اس کے علاوہ کوئی دوسری تفسیر بیان نہیں فرمائی۔^(۱)

ایسے میں آپ خود اُس شخص کے متعلق سوچیں..... کہ جس کے پاس خرچ کرنے کو مال تو موجود ہے..... لیکن وہ محض ایک ایسے دشمن کے خوف سے خرچ نہیں کرتا..... کہ جس کے مقابلہ کے لیے ہم اپنی جانوں کو ہتھیلی پہ لیے ہر لمحہ مشتاق رہتے ہیں؟

ہاں ہم مانگ رہے ہیں..... ہاں بھیک مانگ رہے ہیں..... ان لوگوں کے لیے جنہوں نے عرصہ ہوا خود کو اللہ کے لیے بیچ دیا تھا..... اپنی بیویوں کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا تھا..... مال و اولاد سب کا سودا کر کے..... ہر چیز سے نظر پھیر کر نکل کھڑے ہوئے تھے..... ان کی دل کی پکار حضرت انس بن نصر رضی اللہ عنہ کے دل کی اس پکار کی طرح تھی..... واہ! واہ!..... جنت کی خوش بُو..... اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو شہادت کے عظیم مرتبہ پر فائز فرما دیا..... اور ان کے پیچھے ان کی بیوائیں اور یتیم بچے..... کسی انجان شہر میں ایسے لوگوں کے درمیان بھوکے پڑے ہیں..... جنہوں نے اپنے پاس خوب دنیا جمع کر رکھی ہے..... سوچیں! وہ شہید باپ اپنے بیوی بچوں کے یوں فراموش کر دیے جانے سے کیا پیغام پائے گا؟..... منافقین ان کو کیا پیغام دیں گے؟.....

(۱) الجامع لأحكام القرآن للقرطبي (۳۶۲/۲).

اور ان کے وہ ہم عصر جو کل جہاد کا ارادہ رکھتے ہیں اس سے کیا پیغام پائیں گے؟..... اور آپ اس سے کیا پیغام حاصل کریں گے؟..... اگر شہداء اور اسیروں کے بچوں کی کفالت کے ماہانہ مصارف لاکھوں ڈالر ہیں..... نیز وہ مسلسل بڑھتے بھی جا رہے ہیں..... تو خدا را!..... ہمیں بتائیں کہ ہم کیا کریں؟..... اور جو کچھ ہم کاروائیوں پر خرچ کرتے ہیں..... اس کا اندازہ بھی آپ خوب لگا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ پاک:

﴿كَلَّا بَلْ لَا تَكْرِمُونَ الْيَتِيمَ﴾ [سورہ فجر: ۱۷]

یوں نہیں بلکہ تم یتیم کی خاطر نہیں کرتے۔

کی تفسیر میں آپ کو سب سے زیادہ بلیغ اور صحیح مفہوم کیا سمجھ آتا ہے؟

یہ یتیم بچے کون ہیں؟..... کیا ہمارے ان یتیموں سے زیادہ کوئی یتیم مشکلات میں ہے؟..... کیا شہداء کے یتیم بچوں سے زیادہ مستحق و بھلائی کے قابل..... کوئی یتیم بچہ ہو سکتا ہے؟..... کیا یہاں آپ کو کوئی ایسے یتیم بچے نظر آتے ہیں..... جو ان شہداء کے بچوں سے زیادہ وفا شعاری کے مستحق ہیں؟

ایک بار پھر اس قرآن کریم کو پڑھیں!..... بخدا! اگر آپ ہم پر ویسے خرچ نہیں کرتے..... تو بھی ہم ہی قرض دیے جانے کے زیادہ مستحق ہیں..... ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھیں:

﴿مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضْعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا

كَثِيرَةً وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ ۚ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ [سورہ بقرہ: ۲۴۵]

کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے..... کہ وہ اس کے بدلے اس کو کئی گنا بڑھادے..... اور اللہ ہی روزی کو ننگ کرتا اور وہی اسے کشادہ کرتا ہے..... اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

ہاں آپ ہمیں قرضہ دے دیں..... ہم اپنے اس قرض کی ادائیگی اس ذات کے سپرد کرتے ہیں..... جس کے خزانے بھرے پڑے ہیں..... اور اس کا ہاتھ دن رات عطا کرنے والا ہے۔

ہم آپ سے مانگے رہے ہیں..... اُس محبت کرنے والے کی طرح..... جو اپنے اس پیغام سے محض آپ پر حجت قائم نہیں کرنا چاہتا..... بلکہ ان صلیبیوں اور مجوسیوں کو شکست دینا چاہتا ہے..... اور اپنے اُس بزرگ اور بھائی کے لیے نجات کا خواہاں ہے..... جسے وہ زندگی کی اس بھٹیڑ اور غموں کی دوڑ دھوپ میں دیکھ رہا ہے..... کہ اب وہ اللہ کے دین کے اہم مطالب کو سمجھنے..... اور اپنے علم اور حالات کے درمیان تطبیق کرنے کے قابل بھی نہ رہا..... ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں..... کیا یہ دوستی و دشمنی کی سب سے بہترین تصویر نہیں؟..... کیا یہ انفاق کی بہترین تصویر نہیں؟..... کیا یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بہترین تصویر نہیں؟..... کیا یہ اللہ کی نصرت کی بہترین تصویر نہیں؟..... کیا یہ نیکی اور تقویٰ میں باہم تعاون کی بہترین تصویر نہیں؟..... کیا یہ ترغیب کی بہترین تصویر نہیں؟..... کیا یہ علم پر عمل کی بہترین تصویر نہیں؟..... اور سب سے بڑھ کر..... کیا یہ قربانی کی بہترین تصویر نہیں؟

پس یہ اسلام ایک سواری ہے اور جہاد اس کا کوہان..... کیا یہ معقول بات ہے کہ اُس شخص کو تو نوازا جائے..... جو اس کی دُم تھامے جا رہا ہے..... اور اسے فراموش کر دیا جائے..... جو اس کے کوہان پر چڑھا بیٹھا ہے؟

ہم آپ سے مانگ رہے ہیں..... اس شخص کی طرح..... جو اپنے دینی بھائی و محبوب کو قسم اٹھا کر یقین دلا رہا ہے..... کہ وہ اپنی موت کو اپنے اِس بھائی کی نجات کا ذریعہ بنا دے گا..... اور زبانِ حال سے کہہ رہا ہے..... مجھے سواری دے دو..... میں کل اللہ کے سامنے تمہاری گواہی دوں گا۔

تم یہیں رہو! اپنے مال میں..... اور مجھے سامانِ جہاد فراہم کر کے..... دشمن کے مقابلہ کے لیے میدان میں چھوڑ دو..... اس کے بدلے..... تمہارے لیے میرے عمل کی طرح ثواب ہے..... حالاں کہ تم اپنے مال اور گھر والوں کے درمیان مزے کر رہے ہو..... عیش کر رہے ہو۔ میرے بزرگو اور بھائیو! کون سی چیز آپ کو یہ بات یاد دلائے گی..... کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے کر جہاد میں نکلے تھے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا نصف مال لے کر جہاد میں نکلنا..... آپ کو کس بات کی دعوت دے رہا ہے؟ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا..... کہ اللہ تعالیٰ کے میری توبہ قبول کرنے کے باعث..... میں اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں..... آپ کو کس درجہ جہاد میں خرچ کرنے پر ابھار رہا ہے؟

شیطان کے ان چیلوں کا اپنے ان فوجیوں اور منافقوں پر فخر کرنا..... آپ کو کس بات کی طرف بلا رہا ہے؟..... آخر کب جا کر آپ ان حالات و واقعات کو..... اپنے ذہن میں تطبیق دیں گے؟

اُس وقت جب کہ آپ کا مال آپ کا ترکہ بن جائے گا؟..... یا اُس وقت جب کہ جہاد ایک بھولی ب سری داستان اور نقوش کی صورت باقی رہ جائے گا؟..... یا اُس وقت جب بھرپور عوض اور یقینی بدلہ کے وعدہ کا دن آجائے گا؟

یا اُس وقت تک..... کہ جب آپ خوب خوب خرید و فروخت کر لیں گے..... پھر آپ کو اپنے اس منافع میں سے کچھ نہایت معمولی سی رقم جہاد میں خرچ کرنے کے لیے دکھائی دے گی؟ کیا آپ جاننا چاہتے ہیں..... کہ جہاد میں خرچ کرنے سے معذور کون ہے؟

وہ نہیں کہ جسے جہاد میں خرچ کرنے کے باعث..... اپنی تجارت میں خسارے کا اندیشہ

ہو..... نہ وہ کہ جسے اپنا تمام منافع جہاد میں لگانے کے باعث..... اپنے اصل سرمایہ کے متاثر ہونے کا خوف ہو..... نہ وہ کہ جسے دشمن، اس کے چیلوں اور جاسوسوں کی نظر میں آنے کا ڈر ہو..... نہ وہ کہ جس نے ایک بار..... دو بار..... خواہ ہزار بار جہاد میں خرچ کیا ہو..... پھر اس نے اس میں خرچ نہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہو..... معذور تو وہ ہے..... جس کے پاس مال نام کی چیز ہی ”نہ ہو“..... خرچ کرنے سے معذور شخص اُس شخص کی طرح ہے..... جو قدرت نہ ہونے کے باعث..... عملاً جہاد میں شرکت سے معذور ہو..... یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایک ساتھ ہی بیان فرما دیا ہے:

﴿لَيْسَ عَلَى الضَّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ ۹۱ ﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ﴾ ۹۲ ﴿إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَاءُ رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ۹۳ ﴿ [سورہ توبہ: ۹۱-۹۳]

نہ تو ضعیفوں پر کچھ گناہ ہے..... اور نہ بیماروں پر..... اور نہ اُن لوگوں پر جن کے پاس خرچ موجود نہیں کہ جہاد میں شریک ہوں..... یعنی جب کہ اللہ اور اس کے رسول سے مخلص ہوں..... نیکو کاروں پر کسی طرح کا الزام نہیں..... اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ہے..... اور نہ ان بے سرو سامان لوگوں پر الزام ہے..... کہ جو تمہارے پاس آئے کہ ان کو سواری دو..... اور تم نے کہا کہ..... میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس پر تمہیں سوار کروں..... تو وہ

لوٹ گئے..... اور اس غم سے کہ ان کے پاس خرچ موجود نہ تھا..... ان کی آنکھیں سے آنسو بہہ رہے تھے..... الزام تو ان لوگوں پر ہے جو دولت مند ہیں..... اور پھر تم سے اجازت طلب کرتے ہیں..... یعنی اس بات سے خوش ہیں..... کہ عورتوں کے ساتھ جو پیچھے رہ جاتی ہیں..... گھروں میں بیٹھ رہیں..... اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے..... پس وہ سمجھتے ہی نہیں۔

یہاں ہمیں ایک بات خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے..... وہ یہ کہ ایک دن بھی جہاد میں خرچ کرنے میں تاخیر کا مطلب ہے..... دشمن کے غلبہ میں کئی گنا تیزی..... اور مجاہدین کی رسد کو اتنا خسارہ اور نقصان لاحق ہو جانا..... کہ جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

ماضی میں ایک قوم نے جہاد میں خرچ کرنے میں سستی دکھائی..... تو ان کی یہ سستی ان کے جھوٹا ہونے کی دلیل ٹھہری..... اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس سے محفوظ رکھے..... اللہ تعالیٰ نے جس طرح ان کے ایمان کی تردید فرمادی..... اسی طرح ان کے صدقات بھی ان کے منہ پر مار دیے..... اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَلَ مِنْكُمْ ۚ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فَسِقِينَ﴾ ﴿۵۲﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقَبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَرِهُونَ ﴿۵۳﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَرْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿۵۴﴾ وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۖ وَمَا هُمْ بِمِنْكُمْ وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرُقُونَ ﴿۵۵﴾ ﴿[سورہ توبہ: ۵۳-۵۶]﴾

کہہ دو..... کہ تم مال خوشی سے خرچ کرو یا ناگواری سے..... تم سے ہر گز قبول نہ کیا جائے گا..... تم نافرمان لوگ ہو..... اور ان کے خرچ کیے ہوئے مالوں کی قبولیت سے کوئی چیز مانع نہیں ہوتی.....

سوائے اس کے کہ..... انھوں نے اللہ سے اور اس کے رسول سے کفر کیا..... اور نماز کو آتے ہیں تو سست و کاہل ہو کر..... اور خرچ کرتے ہیں تو ناگوار سے..... پس تم ان کے مال و اولاد سے تعجب نہ کرنا..... اللہ چاہتا ہے کہ..... ان چیزوں سے دنیا کی زندگی میں ان کو عذاب دے..... اور جب ان کی جان نکلے..... تو اس وقت بھی یہ کافر ہی ہوں..... اور وہ اللہ کی قسم کھاتے ہیں..... کہ وہ تمہی میں سے ہیں..... حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں..... اصل یہ ہے کہ وہ ڈرپوک لوگ ہیں۔ ہم آپ سے مانگ رہے ہیں..... آپ پر یہ واضح کرتے ہوئے..... اور ویسے بھی آپ اچھی طرح جانتے ہی ہیں..... کہ خدا کی قسم!..... ہم آپ کے دیے ہوئے اموال میں سے ایک پائی بھی..... کسی مسلمان کے قتل..... اس کی ہتکِ نفس..... یا مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے میں خرچ کرنا..... حرام سمجھتے ہیں۔

اے اللہ!..... میرے یہ الفاظ میرے بھائیوں کے دلوں میں اُتار دے..... اور ان کے ذریعہ ان کے دلوں سے حبِ دنیا نکال دے..... ان کے دلوں کو ان کی طبعی کنجوسی سے پاک کر دے..... انھیں شیطان کے ڈراووں سے نجات دے..... اور ان کے دل سے مال و دولت..... بلکہ تمام دنیا اور جو کچھ اس میں ہے..... اس کی محبت نکال دے۔

﴿زَيْنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثُ ۚ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۗ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَبَٰثِ ﴿١٤﴾ قُلْ أَوْفُوا بِعَهْدِكُمْ بِحَيْثُ مِمَّنْ ذِكُمْ ۚ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿١٥﴾﴾ [سورة آل عمران: ۱۴، ۱۵]

لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں..... یعنی عورتیں..... اور بیٹے..... اور سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر..... اور نشان لگے ہوئے گھوڑے..... اور مویشی..... اور کھیتی..... بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہے..... مگر یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں..... اور اللہ کے پاس بہت اچھا ٹھکانہ ہے..... اے پیغمبر! ان سے کہو..... کہ بھلا میں تم کو ایسی چیز بتاؤں جو ان چیزوں سے کہیں اچھی ہو؟..... سنو!..... جو لوگ پرہیزگار ہیں..... اللہ کے ہاں ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں..... ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے..... اور پاکیزہ بیویاں ہیں..... اور سب سے بڑھ کر اللہ کی خوش نودی..... اور اللہ اپنے سب بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے۔

اے اللہ!..... ہمیں استقامت دے..... یہاں تک کہ ہم اپنے وعدہ پہ ہی تجھ سے ملیں..... جس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہ آئی ہو۔

اے اللہ!..... ہمیں استقامت دے..... یہاں تک کہ ہم سینہ تان کر دشمن کی صفوں میں گھس جائیں..... تیری ملاقات کے شوق میں مست گھسٹتے چلے جائیں..... اور تُو جو کہ ہر عیب سے پاک ہے..... باہیں کھول کر ہمارے استقبال کو آئے۔

ہمیں استقامت دے..... یہاں تک کہ ہم آخر دم تک لڑتے رہیں..... اور جب روح تن سے جدا ہو..... تو اس حال میں ہو کہ گویا وہ ہمارے منہ میں ایک قطرہ ہو..... جسے ہم تھوک کی طرح دشمن کے منہ پر تھوک دیں..... اور آپ کی راہ میں اس روح کی قیمت..... ہماری نظروں میں اتنی ہو..... کہ جتنی دنیا والوں کی نظر میں تھوک کی قیمت ہوتی ہے۔

اے اللہ!..... ہمیں استقامت دے..... یہاں تک کہ ہم گرم میدانِ جنگ میں..... اپنے آپ کو دشمن کے سامنے قتل ہونے کے لیے پیش کرتے ہوئے..... لوگوں کے جم غفیر کو اس بات پر گواہ بنائیں..... کہ اُس نے ہمیں قتل کیا تھا..... اور ہمارے لہو سے ہمارے سینے رنگین

ہو گئے تھے..... خوشی کے مارے ہم اسے اپنے سروں پر مل رہے تھے..... اس سے اپنے چہروں کو رنگین کر رہے تھے..... اور جس لمحے ہم تیرے لیے کٹے..... صرف تیری رضا کے طلب گار تھے..... ہم موت کو اس لیے گلے لگا رہے تھے کہ لوگ امن پاسکیں..... ہمارے بعد ہمارے بھائی سلامتی سے رہ سکیں..... جس لمحے ہمارا یہ دین غالب آئے..... ہمارے دل و جاں اس پر فدا ہو چکے ہوں..... یہ تاقیامت باقی رہے..... اور ہم موت کو گلے لگالیں..... بلکہ آپ کے پاس پہنچ کر نئی زندگی پالیں۔

اے اللہ!..... آپ جانتے ہیں کہ یہی ہماری تمنا ہے..... پس اسے پورا فرما دیجیے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّم.



عرضِ مترجم

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله بنعمته تتمم الصالحات

محترم قارئین!

شیخ ابو عبد اللہ المنصور حفظہ اللہ (امیر جیش المجاہدین عراق) کی مختصر مگر پُر اثر تصنیف ”ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة“ کا ترجمہ آپ نے ملاحظہ کیا، اس ترجمہ کے دوران بندہ کی پوری کوشش رہی کہ مصنف کی اصل مراد کو بہ رعایتِ الفاظ و تعبیرات ممکنہ حد تک نے باقی رکھے، مگر ساتھ ہی یہ بھی کوشش رہی کہ اردو کے محاورات کی بھی بھرپور رعایت کی جائے۔ البتہ چوں کہ عربی ایک فصیح زبان ہے، اس لیے بعض مفہیم کو مسلسل مختلف تعبیرات کے ساتھ تاکید کے لیے استعمال کرنا اس میں عام ہے اور یہی بات اس کتاب میں بھی ہے، اردو کی بے بضاعتی کے باعث بندہ نے ان تعبیرات کے سلسلہ میں کچھ حذف و اضافہ سے کام لیا ہے جس کا مقصد مصنف کے ہر جملے اور مقصدِ کلام کی رعایت کرنا ہے۔

اللہ ربُّ العالمین سے دعا ہے کہ وہ بندہ کی اس ادنیٰ کاوش کو قبول فرمائیں، بندہ کے لیے توشہ آخرت بنائیں اور اس میں جو غیر دانستہ طور پر کوئی خطا یا کوتاہی ہوئی ہو اسے معاف فرمائیں۔ آمین

وصلَّى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين، والحمد لله رب العالمين.

طالب دُعا

ابوعائشہ



اپنے ہاتوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو!